Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۳۳ | مورخہ ۱۶ امان ۱۳۶۳ ہش | ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء | نمبر ۶۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۹ امان / مارچ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں آج صبح کی اطلاع منظر ہے کہ

متلی۔ بلڈ پریشر اور ٹانگوں میں درد کی وجہ سے طبیعت زیادہ خراب ہے۔

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب مرحوم کوارٹر صدر انجمن احمدیہ خون کا دباؤ بڑھ جانے کی وجہ سے بیمار ہیں اور آج کل فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو شفائے عاجل اور صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(یوسف سلیم ملک انچارج صیغہ زود نویسی)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ فخر قرآن مجید کو ہی حاصل ہے کہ اس میں ہر مرض کا علاج موجود ہے

قرآن کریم ہر ایک چیز کی تفسیر خود کرتا ہے وہ ہر پہلو سے نشان اور آیت ہے

اس بات کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ قرآن شریف کے بعض حصے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہیں

۱۔ "کسی قرآنی آیت کے معنے ہمارے نزدیک وہی معتبر اور صحیح ہیں جس پر قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہوں کیونکہ قرآن کی بعض آیات بعض کی تفسیر ہیں۔"

(آریہ دھرم صفحہ ۶۳)

۲۔ قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے اور وہ رطب و یابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا۔ ہر ایک امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان اس کے اندر موجود ہے۔ وہ ہر ایک پہلو سے نشان اور آیت ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۸۳)

۳۔ "قرآن کریم کے بعض حصے دوسرے حصوں کی تفسیر اور شرح ہیں۔"

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۴۰)

۴۔ "اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ قرآن شریف کے بعض حصے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہیں۔ ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔"

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء)

ہر بیماری کا کامل علاج

۱۔ "چونکہ کامل کتاب نے آکر کامل اصلاح کرنی تھی۔ ضرور تھا کہ اس کے نزول کے وقت اس کی جائے نزول میں بیماری بھی کامل طور پر ہو، تاکہ ہر ایک بیماری کا کامل علاج مہیا کیا جاوے۔ سو اس جزیرہ میں کامل طور سے بیمار موجود تھے۔ اور جن میں وہ تمام بیماریاں روحانی موجود تھیں جو اس وقت یا اس سے بعد آئندہ نسلوں کو لاحق ہونے والی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن نے کامل شریعت کی تکمیل کی۔ اور کتابوں کے نازل ہونے کے وقت نہ یہ ضرورت تھی نہ ان میں ایسی کامل تعلیم ہے۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۱)

۲۔ "یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لیے قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء)

ربوہ میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ

مورخہ ۲۴ مارچ ۸۴ء بروز ہفتہ مسجد مبارک میں صبح نو بجے سے بارہ بجے دوپہر تک "جلسہ یوم مسیح موعود" منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ۔ تمام اہالیان ربوہ سے درخواست ہے کہ وہ اس جلسہ میں کثرت سے شامل ہوں۔ اس جلسہ میں جید علماء تقاریر فرمائیں گے۔ تمام دوست ان کی تقاریر سے استفادہ فرماویں!

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

آل پاکستان احمدیہ کبڈی ٹورنامنٹ

مورخہ ۵ رمئی، اپریل بروز جمعرات جمعہ، ہفتہ انشاء اللہ آل پاکستان احمدیہ کبڈی ٹورنامنٹ منعقد ہوگا۔

قائدین اضلاع سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی ٹیموں کے اسماء سے مطلع فرمائیں۔ اس ٹورنامنٹ میں صرف احمدی کھلاڑی حصہ لے سکیں گے امراء اضلاع و مربیان اضلاع سے تعاون کی درخواست ہے۔

(صدر آل پاکستان احمدیہ کبڈی ٹورنامنٹ)

"بیوت الحمد" - "یہ بہت ہی مبارک تحریک ہے"

(ارشاد حضور ایدہ اللہ)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۶ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

۲۰ امان ۱۳۶۳ ہش

دورِ ابتلاء میں اہل اللہ کا مثالی طرزِ عمل

عسر اور یسر یعنی تنگی اور فراخی، مصیبت اور راحت انسانی زندگی کا لازمہ ہیں۔ انسانوں پر کبھی مصیبت کا زمانہ آتا ہے اور کبھی راحت کا۔ غرض خدا تعالیٰ کی یہ ہوتی ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کے بندے ان حالتوں میں کس قسم کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہ وہ مصیبت کے وقت صبر کا نمونہ دکھاتے ہیں یا بے صبری کا۔ اسی طرح راحت کے زمانہ میں وہ حمد و شکر کا طریق اختیار کرتے ہیں یا ناشکری کے مرتکب ہو کر اباحت کے راستہ پر چل نکلتے ہیں۔ جس قسم کا وہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں اس کے مطابق ہی وہ انہیں جزا یا سزا کا مستحق قرار دیتا ہے۔

عسر اور یسر کے زمانے تمام انسانوں پر آتے ہیں۔ کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور دیگر اہل اللہ کو بھی ان دونوں دوروں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان پر ان دونوں زمانوں کے آنے کی غرض عام انسانوں پر ان دونوں زمانوں کے آنے کی غرض سے مختلف ہوتی ہے۔ عام انسانوں پر تو یہ دونوں زمانے آزمائش اور امتحان کی غرض سے آتے ہیں جبکہ مامورین الٰہی اور دیگر اہل اللہ کو خدا تعالیٰ ان دونوں زمانوں میں سے اس لئے گزارتا ہے تاکہ ان کے اوصافِ حمیدہ دنیا پر آشکار ہوں اور وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں اور انہیں معلوم ہو کہ مصیبت کے زمانہ میں انہیں کس قسم کا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے اور راحت کے زمانہ میں ان کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عام انسانوں پر اور اہل اللہ پر عسر اور یسر کے زمانے کے آنے کی علیحدہ علیحدہ غرض کو اپنی کتب میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ واضح فرمایا ہے اور اس طرح یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ انسانوں کو بہترین جزا کا مستحق بننے کے لئے ان دونوں زمانوں میں کس طرح کا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ آپ نے بتایا ہے کہ عام انسانوں پر جب تنگی یا مصیبت کا زمانہ آتا ہے تو ان میں سے بہت سے لوگ اپنی نادانی سے صبر کرنے کی بجائے جزع فزع شروع کر دیتے ہیں اور بعض تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے باغی ہو کر اپنا ایمان ہی گنوا بیٹھتے ہیں جبکہ مامورین الٰہی اور دیگر اہل اللہ ایسے اوقات میں صبر و استقامت کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھا کر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے مستحق ٹھہرتے ہیں اور اس طرح سے مصیبت کے زمانہ کو قربِ الٰہی میں پہلے سے بھی بڑھ کر ترقی کرنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مامورین الٰہی اور دیگر اہل اللہ پر آنے والے مصائب کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کا ارادہ انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ ان کے ہر ایک قسم کے اخلاق ظاہر ہوں اور بپایۂ ثبوت پہنچ جائیں۔ سو خدا تعالیٰ اسی ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے ان کی نورانی عمر کو دو حصوں پر منقسم کر دیتا ہے ایک حصہ تنگیوں اور مصیبتوں میں گزرتا ہے اور ہر طرح سے دکھ دیئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں تا وہ اعلیٰ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں جو بجز سخت تر مصیبتوں کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر ان پر وہ سخت تر مصیبتیں نازل نہ ہوں تو یہ کیونکر ثابت ہو کہ وہ ایسی قوم ہے کہ مصیبتوں کے پڑنے سے اپنے مولیٰ سے بے وفائی نہیں کرتے بلکہ اور بھی آگے قدم بڑھاتے ہیں اور خداوند کریم کا شکر

(باقی دیکھیں ص ۷ پر)

۲۳ مارچ

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

نزولِ رحمتِ پروردگار۔ آج کے دن
دلوں پہ ربِّ علیٰ۔ نور بار آج کے دن

نئی زمین، نیا آسماں ہوئے تعمیر
کہ رنگ لائی کسی کی پکار۔ آج کے دن

ارادتوں کو عطا کی گئی درخشانی
عقیدتوں پہ نرالا نکھار۔ آج کے دن

سکینتوں سے نوازا گیا طبائع کو
ملا دلوں کو سکون و قرار۔ آج کے دن

کلی کلی پہ چمن میں ہوئی بہ فضلِ خدا
محیط۔ رحمتِ پروردگار۔ آج کے دن

مسرتیں تھیں کہ چہروں سے پھوٹی پڑتی تھیں
چمک سی آنکھوں سے تھی آشکار آج کے دن

یہی وہ دن تھا کہ معمورِ نور و نکہت تھا
دمک اٹھے تھے خلوص اور پیار آج کے دن

مسیحِ وقت نے آواز دی بصد شوکت
تو دوڑے آئے تھے کچھ جانثار آج کے دن

جمالِ دوست دلوں کیلئے تھا وجہِ نشاط
خیالِ دوست تھا وجہِ قرار۔ آج کے دن

یہی وہ دن تھا، ہوئی جبکہ بیعتِ اولیٰ
وفا کا عہد ہوا استوار۔ آج کے دن

۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء

یہ دن تھا روزِ قیامِ جماعتِ احمد
ہم احمدی ہیں اسی کے ثمار۔ آج کے دن

غرض اشاعتِ اسلام تھی سو ہم اس میں
ہیں کامیاب بہ صد افتخار۔ آج کے دن

اتار لانا تھا ایماں ہمیں ثریا سے
رہے ہم اس میں بھی ہیں کامگار۔ آج کے دن

نبیِ پاک کا اسلام۔ ساری دنیا میں
ہمارے ہاتھوں سے ہے باوقار۔ آج کے دن

زباں پہ نعرۂ تکبیر لب پہ صلِّ علیٰ
یہی ہے وجہِ سکون و قرار۔ آج کے دن

بہ شرق و غرب مساجد بنا کے کیں آباد
ہمیں سے زندہ اذاں کی پکار۔ آج کے دن

بہ ذوق و شوق و عزیمت کہاں نہیں پہنچے
نبیِ پاک کے خدمت گزار۔ آج کے دن

زمیں کے چاروں کناروں تلک ہیں پھیل گئے
ہم احمدی کہ نبیؐ کا ہیں پیار۔ آج کے دن

ذرا تو دیکھو ہمیں کون، کون دیکھتا ہے
بہ فخر و ناز و سرور و خمار۔ آج کے دن

وہ قادیاں کہ جسے جانتا نہ تھا کوئی
وہ چھا گیا بہ ہمہ روزگار۔ آج کے دن

جو ایک تھا وہ ہوا اک کروڑ سے افزوں
یہ دیکھئے۔ کرمِ کردگار۔ آج کے دن

پھر آئی مارچ کی تیئس ہم پہ ہے محمودؔ
نزولِ رحمتِ پروردگار۔ آج کے دن

مرزا محمود احمد دارالصدر غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملٹن ہوٹل لاہور کے استقبالیے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا خطاب

سپین میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے اسلام کے حق میں غیر معمولی تائید کی فضا پیدا کر دی تھی

سپین کے ماضی اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے دور کا نہایت پُر اثر تذکرہ

(مرتبہ: مکرم یوسف سلیم ملک صاحب ایم اے انچارج صیغہ زود نویسی۔ ربوہ)

دوسری قسط آخری

اہلِ سپین کی طرف سے حیرت انگیز استقبال:

قربانی کی اس تاریخ نے وہاں ایک اور عجیب منظر بھی پیدا کیا۔ اہلِ سپین جماعت کی کوششوں سے دیر سے آشنا تھے۔ اہلِ سپین کا ایک بہت بھاری طبقہ جانتا تھا کہ یہ دیوانے لوگ ہر قسم کی قربانیوں کے ذریعہ اس بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ انھوں نے اسلام کو لازماً یہاں داخل کر کے چھوڑنا ہے چنانچہ سپین نے اسی موقع پر جو استقبال کیا ہے۔ وہ کوئی اتفاقاً رونما ہونے والا واقعہ نہیں ہے۔ کوئی انقلابی بات نہیں ہے بلکہ ایک تدریجی اور ارتقائی عمل تھا جو بالآخر اپنے نقطۂ عروج کو پہنچا۔ اور اتنا حیرت انگیز استقبال ہوا کہ انسانی عقل اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اس کے پس منظر میں ایک اور بات بھی تھی جو اپنے اندر ایک بڑی قوت اور ٹھوس حقیقت رکھتی ہے۔ اگر مسلمان اس کو اختیار کر لیں تو ان کی ہر کمزوری طاقت میں بدل سکتی ہے اور یہ حقیقت دعا ہے جو حیرت انگیز اثر دکھاتی ہے۔

دعاؤں کی قبولیت کے کرشمے:

ہم نے اس سفر پر روانہ ہونے سے بہت پہلے دعا کی تحریک کی جس پر ساری دنیا میں احمدی راتوں کو اٹھ کر گریہ وزاری کرنے لگے کہ اے خدا! تیرے نام کی خاطر اور خالصۃً تیرے دین کے وقار کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہم نے یہ ایک غریبانہ قدم اٹھایا ہے تو اس میں برکت دے۔ وہ لوگ اسلام سے متنفر ہیں۔ ان کی ساری تاریخ ظلم و ستم کی تاریخ ہے۔ وہاں ہم تیرا نام لے کر جا رہے ہیں تو ہماری حفاظت فرما۔ تو اپنے فضل سے ان کے دلوں کو بدل دے اور اسلام کے لئے ان کے سینوں کو کھول دے۔ چنانچہ ساری دنیا میں یہ دعائیں ہو رہی تھیں۔ انگلینڈ کیا اور امریکہ کیا۔ کالے کیا اور گورے کیا۔ چینی کیا اور جاپانی کیا ساری دنیا میں جماعت باقاعدہ راتوں کو اٹھ کر تہجد میں یہ دعائیں کر رہی تھی کہ اے خدا اس تقریب کو کامیاب فرما۔

پس دعا ایک ایسی طاقت ہے جس سے دنیا واقف نہیں، ان کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ آج کے زمانہ میں ایسے پاگل لوگ بھی موجود ہیں جو ایک آواز پر راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا کے حضور آنسو بہا سکتے ہیں۔ چنانچہ وہاں میں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ایسی طرح برستے دیکھا ہے جس طرح ان دعا کرنے والی آنکھوں سے آنسو برسا کرتے تھے۔ ایسی حیرت انگیز اور پاک تبدیلی پیدا ہوئی کہ اہلِ یورپ جو اہلِ سپین کو خوب اچھی طرح جانتے تھے وہ بھی حیران و ششدر رہ گئے۔ چنانچہ نیک تمنائیں رکھنے والوں کے لئے بھی یہ بات تعجب انگیز تھی۔ مثلاً جرمنی اور سیکنڈے نیوین ممالک کے مسلمان مجھے یہ کہہ کر ڈرا رہے تھے کہ اس ملک کو آپ نہیں جانتے ہم یورپ میں رہتے ہیں ہم ان کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ اونچی توقعات لے کر وہاں نہ جائیں یہاں تک کہ سوئٹزرلینڈ سے مجھے بار بار خط بھی ملے تاریں بھی آئیں۔ فون بھی آئے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے کوئی تیاری نہیں کی۔ وہاں تو انہوں نے آپ کی خبروں کو بلیک آؤٹ کر دینا ہے۔ جب تک آپ لاکھوں ڈالر خرچ نہیں کریں گے اور ایجنسیز کو روپیہ نہیں دیں گے اس وقت تک آپ کی خبریں شائع نہیں ہوں گی اور آپ کوئی انتظام نہیں کر رہے۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ میں نے تشہیر کا معاملہ اس ذات کے سپرد کر دیا ہے جو ہر دل کا مالک ہے وہ جب چاہے گا جس طرح چاہے گا وہ تشہیر فرمائے گا۔ یہ خدا کے دین کا کام ہے۔ اب کعبہ وہ ہے۔ میں نہیں ہوں۔ چنانچہ میں نے اس کی مثال کے طور پر وہ مشہور واقعہ بیان کیا اور وہ واقعہ یہ ہے کہ حبشہ کے حکمران ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کی تو اہلِ مکہ نے حضرت عبدالمطلب کو اپنا نمائندہ بنا کر اس کے پاس بھجوایا کہ اس کو خدا کا خوف دلائیں۔ لوگوں کے لئے یہ ایک حرم ہے امن کی جگہ ہے تمام بنی نوع انسان کے درمیان ایک مشترک جگہ ہے۔ تم کیا ظلم کر رہے ہو کہ اس کو ڈھانے کے ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے ہو۔ چنانچہ جب ابرہہ کے پاس گئے تو انھوں نے ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی اس سے نہیں کی اور ابرہہ سے جا کر کہا کہ میرے سو اونٹ گم ہو گئے ہیں اور مجھے شک ہے کہ تمہاری فوج نے کھائے ہیں اس لئے سردار کے طور پر میں ایک سردار کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یا میرے اونٹ دلوائے جائیں یا ان کی قیمت دلوائی جائے۔ ابرہہ نے کہا۔ اونٹ تو میں دلوا دوں گا۔ لیکن آج کے بعد عربوں کی رہی سہی عزت بھی میرے دل سے مٹ گئی ہے تم عربوں کے سردار بن کر ان کی نمائندگی میں آئے ہو اور ایسے بے فکر ہو کہ خانہ کعبہ جس کو منہدم کرنے کے لئے میں نکلا ہوں اس کا ذکر تک تم نے نہیں کیا اور اپنے اونٹوں کا قصہ لے بیٹھے ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا۔ بھئی آپ نہیں سمجھے۔ میں اونٹوں کا رب ہوں۔ میں اپنے اونٹوں کی فکر کر رہا ہوں۔ خانہ کعبہ کا بھی ایک رب ہے اور وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ چنانچہ عبدالمطلب یہ پیغام دے کر واپس آ گئے دوست جانتے ہیں ساری دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔

احمدی زائرین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی علامت:

چنانچہ میں نے بھی دوستوں سے کہا کہ میں کوئی داروغہ نہیں۔ جماعت احمدیہ جس کا میں امام ہوں ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس کے تھوڑے سے ذرائع ہیں۔ ان پیسوں کو ہم کہاں کہاں استعمال کریں گے جو بڑی قربانیوں سے اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ یہ اس لئے تو نہیں کہ ہم اشتہار دینے والی کمپنیوں کی نذر کر دیں۔ اس لئے مجھے کامل ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انتظام فرمائے گا۔ چنانچہ جس شان کے ساتھ خدا تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا اس پر ہماری روحیں سجدہ ریز ہیں۔ ہماری آنکھیں سپین کی سرزمین پر آنسو بہاتی رہیں۔ یہ ایک ایسی روح پرور کیفیت تھی جس کا ذکر انسان کے بس میں نہیں خواہ وہ کتنا ہی بلیغ اور فصیح البیان ہی کیوں نہ ہو۔ ہم نے وہاں خدا کی قدرت کے جو نظارے دیکھے جن سے ہمارے دل گداز اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید کا حیرت انگیز طور پر نزول ہوا۔ اب یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہی تھی کہ احمدیوں کا ہر قافلہ جو وہاں اترتا تھا۔ اہلِ سپین، ان کے بچے ان کو دیکھ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے لگ جاتے تھے۔ خود ہم جب پیدرو آباد میں داخل ہوتے ہیں تو بچوں کی قطاریں لگ گئیں اور انھوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنا شروع کر دیا۔ جب بھی وہ کسی کو دیکھتے تھے کہ یہ مسجد کی افتتاحی تقریب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں شامل ہونے کے لئے آیا ہے تو زبان تو وہ کسی کی جانتے نہیں تھے تو ان کا سوال یہ ہوتا تھا۔ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ؟" یعنی کیا تم وہ لوگ ہو جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہو؟ یہ کیسی حیرت انگیز تبدیلی تھی کیسی پاک تبدیلی تھی ان مشرکوں کی زبان پر بھی جو رومن کیتھولک مشرک تھے۔ خدا تعالیٰ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جاری کروا دیا تھا۔ جن ہوٹلوں میں احمدی ٹھہرے جس جگہ گئے جہاں قیام کیا وہاں لوگوں نے ان کے ساتھ بڑی محبت کا سلوک کیا یہاں تک کہ ایک ہوٹل والوں نے تو چابیاں ہمارے دوستوں کے سپرد کر دیں۔ اب تم مالک ہو اس کے جس طرح چاہو کھاؤ پکاؤ اور خوش رہو کیونکہ تم ہمارے مہمان ہو۔

سپین کے پریس کا نہایت خوشگوار ردِ عمل:

چنانچہ بغیر کسی کوشش کے بغیر کسی جدوجہد کے جہاں جہاں ہم گئے وہاں ہمارا حیرت انگیز استقبال ہوا۔ اسی طرح پریس نے جو (COVER AGE) کو دیا ہے وہ بھی حیرت انگیز ہے۔ دنیا کی کوئی ایجنسی کروڑوں روپے میں بھی اس طرح آرگنائز نہیں کر سکتی تھی۔ میں جب ربوہ سے چلا ہوں اس وقت تک ۳۵ مختلف اخباروں کے تراشے موصول ہو چکے تھے۔ جنہوں نے اپنی متعدد اشاعتوں میں مسجد سپین کا ذکر کیا اور پھر جاری رکھا اور اتنے احسن رنگ میں ذکر کیا کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کہ ان لوگوں کو ہو کیا گیا ہے یعنی وہ ہر بات کی تان اسلام کی فتح پر توڑتے تھے۔ جینیوا (سوئٹزرلینڈ) کے ایک اخبار جو دنیا کے چوٹی کے اخبارات میں شمار ہوتا ہے۔ اس نے نہ تو ہم سے کوئی رابطہ قائم کیا نہ اس کا ہمیں کوئی علم تھا۔ لیکن جب اس نے سپین کے اخباروں کا یہ چرچا دیکھا تو اس کے نمائندہ نے ایک مضمون لکھا جس میں بڑی تفصیل سے میرے دورے پر روشنی ڈالی۔ اس نے کہا ہم نے مختلف لوگوں کے انٹرویو کئے ہیں جن میں پادریوں سے انٹرویو بھی شامل ہیں اور سیاستدانوں سے بھی۔ پولیس والوں سے بھی انٹرویو لئے ہیں اور عام پبلک سے بھی لئے ہیں۔ اس نے کہا پادری تو یہ کہہ رہے تھے کہ یہ آتے ہیں اور چلے جائیں گے۔ جس طرح یہ عیسائی نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہم مسلمان نہیں ہو سکیں گے۔ لیکن مسجد سے جماعت احمدیہ کا خلیفہ جو اعلان کر رہا تھا اس میں ایک شوکت تھی۔ اس میں ایک طاقت تھی اور اس کی آواز سب آوازوں پر بھاری تھی کہ تم سپین کی باتیں کرتے ہو ہم ساری دنیا کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لا کے کھڑا کر دیں گے۔

پھر اس نے لکھا کہ ایک اخبار والے نے جب یہ پوچھا کہ آپ کے پاس ہے کیا؟ آپ اتنی بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں۔ آپ کیا کریں گے۔ تو انہوں نے (امام جماعت احمدیہ نے) جواب دیا کہ ہم تمہاری گلیوں میں درویشانہ پھریں گے اور تمہارے گھروں کے دروازوں کی کنڈیاں کھٹکھٹائیں گے۔ اور ہم کامل یقین رکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ خدا کے فرشتے بھی تمہارے دلوں کی کنڈیاں کھٹکھٹا رہے ہوں گے۔ پس چونکہ ہم کامل اخلاص اور قربانی کے جذبہ سے معمور ہو کر تمہارے پاس اسلام لے کر حاضر ہوئے ہیں ہم یقیناً کامیاب ہوں گے۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اخباری نمائندوں نے یہاں تک دیانتداری اور ہمدردی کا ثبوت دیا کہ جب میں غرناطہ پہنچا یعنی پیدرو آباد جانے سے پہلے جب ہم ملاگا ایئرپورٹ سے پہلے غرناطہ گئے تو چونکہ میں نے مستحقین سے یہ کہا ہوا تھا کہ غرناطہ میں الحمرا کے اندر جو ہوٹل ہے اس میں ہم نے ٹھہرنا ہے اس سے خاص درد بھری یادیں وابستہ ہیں وہاں ٹھہریں گے۔ تو دعا کی تحریک ہو گئی چنانچہ ہم ہوٹل میں داخل ہوئے تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب مجھے اھلاً وسھلاً و مرحبًا، اھلاً وسھلاً و مرحبًا۔ کی آواز آئی۔ دیکھا تو وہ پریس کے نمائندے تھے جو پہلے سے اھلاً و سھلاً و مرحبًا یاد کر کے تیار کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ تھکے ہوئے تو ضرور ہوں گے لیکن ہمیں سخت شوق ہے۔ ہم آپ کا ابھی انٹرویو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا آپ بڑے شوق سے انٹرویو لیں۔ یہ تو آپ میرے دل کی بات کہہ رہے ہیں۔ ابھی اوپر کمرے میں آ جائیں اور ایک کافی کی پیالی پر بیٹھ کر گفتگو کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اس انٹرویو میں جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔ اس میں ایسی باتیں پوچھی گئیں جو ساری کی ساری اسلام کی تائید میں تھیں۔ ان میں ایک خاتون نمائندہ بھی تھیں اس نے سب سے زیادہ عمدہ کردار ادا کیا۔ وہ سوال کرنے کے لئے ایسے فقرے چنتی تھی جن کے متعلق وہ یہ سمجھتی تھی کہ یہ لوگوں کے دل پر زیادہ اثر ڈالیں گے۔ پریس کانفرنس میں بعض دفعہ بھول چوک بھی ہو جاتی ہے دشمن پریس اس کو اٹھاتا ہے لیکن پریس کے نمائندگان نے ایسی ساری باتوں کو نظر انداز کر دیا اور اگلے دن اخباروں میں عنوان لگے کہ اہلِ سپین نے اسلام کے لئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

جب یہ پریس کانفرنس ختم ہوئی اور نمائندگان جانے لگے تو انہوں نے پوچھا کہ کل آپ کا کیا پروگرام ہے۔ میں نے کہا کل تو ہم انشاء اللہ الحمرا دیکھیں گے۔ اس کے بعد پیدرو آباد جائیں گے۔ چنانچہ یہ پوچھ کر وہ چلے گئے لیکن اگلے دن پریس کے یہی نمائندے الحمرا پہنچے ہوئے تھے۔ سارا دن ہمارے ساتھ پھرتے رہے۔ سپینش لوگ جو ہمیں تعجب سے دیکھ رہے تھے اور گروہ در گروہ اکٹھے ہو رہے تھے یہ ان کو ہماری طرف سے تبلیغ کرتے تھے۔ گزشتہ روز پریس انٹرویو میں جو تبلیغی باتیں سنی تھیں وہ ان کے سامنے ہماری طرف سے بیان کر رہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے بڑے اچھے ترجمان عطا فرما دیئے تھے۔

اُندلس کی سرزمین محبت کی پیاسی ہے

جب وہ الوداع ہونے لگے تو اخبار کا ایک نمائندہ جو بعد میں وہاں پہنچا تھا اس نے کہا کہ مجھے ایک فقرہ میں کوئی ایسی بات بتا دیں کہ میں اسے اہل سپین میں (FLASH) فلیش کر دوں۔ میں نے کہا پھر وہ فقرہ یہ ہے کہ "ہم نے تلوار کے ذریعہ سپین میں جو کچھ کھویا تھا اب محبت سے دوبارہ فتح کرنے کے لئے آ گئے ہیں۔" اس ایک فقرہ کا ایسا زبردست چرچا ہوا کہ ایک اخبار سے دوسرے اخبار نے پکڑا دوسرے سے تیسرے نے پکڑا اور اس فقرہ کی صدائے بازگشت سارے یورپ میں سنائی دینے لگی لیکن جہاں تک اہل سپین کا تعلق تھا ان کو یہ یقین ہوتا چلا گیا کہ یہ تلوار کے زور سے کچھ لینے نہیں آئے بلکہ محبت کے زور سے ہمارے دلوں کو فتح کرنے آئے ہیں۔

اس وقت سپین کی نفسیاتی حالت ایسی ہے کہ وہ محبت کو ترس رہے ہیں کیونکہ وہ انسٹی ٹیوشن جس کو (INQUISITION) "ان کیوزیشن" کہا جاتا ہے جب مسلمان اس کی زد سے نکل گئے تو پھر سینکڑوں سال تک وہ خود عیسائیوں پر ظلم ڈھاتی رہی۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں سپین میں غلط مذہبی حکومت کے خلاف سخت نفرت پیدا ہو چکی ہے۔ جنرل فرانکو کی حکومت اس نفرت کے سامنے ایک بند تھا جو ٹوٹ نہیں سکتا تھا لیکن اہل دانش کے سارے اندازے غلط ثابت ہو گئے کیونکہ یہ بند اب ٹوٹا ہے تو چرچ کی زیادتیوں کے خلاف ملکی فضاء شدید نفرت میں تبدیل ہو چکی ہے۔ چنانچہ اندلوسیہ میں جو اشتراکیت پھیل رہی ہے اس کا پس منظر بھی یہی ہے۔ لوگ مذہب سے سخت متنفر ہو چکے ہیں اس لئے جب ان کو محبت کا پیغام ملا اور مذہب کے نام پر محبت کی بات کی گئی تو وہ حیران رہ گئے۔ اور جوق در جوق مسجد دیکھنے کے لئے آنے لگے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جب سپین کے مختلف علاقوں کے لوگ بکثرت مسجد دیکھنے نہ پہنچے ہوں۔ ہر رپورٹ میں ذکر ہوتا ہے کہ آج ڈیڑھ سو آدمی آئے آج تین سو آدمی آئے آج اتنے لوگوں کو لے کر آئے۔ چنانچہ باقاعدہ مسجد دیکھنے کے لئے لوگ پہنچتے ہیں اور یہ لوگ اپنے واقعات بتاتے ہیں کہ ہم نے کہاں سے سنا کوئی دور دراز جگہ کے اخبار کی بات بتاتا ہے کوئی ریڈیو کی بات بتاتا ہے کوئی ٹیلیویژن کی بات بتاتا ہے۔ سپین کے ٹیلیویژن NET WORK (نیٹ ورک) نے سات دن مسلسل سپین کی مسجد کی خبر دینے کے علاوہ وہ باتیں جو ہم عیسائیت کے خلاف اور اسلام کے حق میں کہتے تھے بیان کرنی شروع کیں۔ کہنے والے نے تو یہ کہا تھا اور ڈرانے والوں نے تو یہ کہہ کر ڈرایا تھا کہ اس تقریب کا بائیکاٹ ہو جائے گا اور کوئی اخبار اس آواز کو شائع نہیں کرے گا لیکن یہ تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے کام کر رہے تھے جو نہ تھکتے ہیں اور نہ ماندہ ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اس کا صرف میری ذات سے تعلق نہ تھا اس کا اسلام کی تائید میں دھڑکنے والے دلوں کی آواز سے تعلق تھا۔ چنانچہ ایک حیرت انگیز بات میر محمود احمد صاحب نے چند ہفتے پہلے مجھے لکھی یہ وہاں کے موجودہ مبلغ ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ سپین کے ریڈیو نیٹ ورک نے ان کو دعوت دی کہ وہ ان کے ایک پادری سے ریڈیو پر مناظرہ کریں اور اس کے لئے انہوں نے ڈیڑھ گھنٹے کا وقت مقرر کیا۔ اسلام کی تبلیغ کے لئے اگر ہم ریڈیو سے وقت مانگتے تو چند منٹ کے لئے لاکھوں ڈالر خرچ کرنے پڑتے لیکن ان کو تبلیغ کے لئے ڈیڑھ گھنٹے کا وقت دیا گیا میر صاحب چونکہ جامعہ احمدیہ میں پروفیسر تھے اور خدا کے فضل سے عیسائیت کے بہت ماہر ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ چند سوالات میں ہی پادری صاحب اتنا گھبرا گئے کہ انہوں نے اپنا وقت چھوڑ دیا اور پورے ڈیڑھ گھنٹے تک وہی اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ یہ خدا کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرشتے ہیں جو دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کر رہے ہیں۔

سپین کی پولیس کا نہایت ہی پیارا اور جرأت مندانہ کردار

وہاں کی پولیس کا یہ حال تھا کہ وہی پولیس جس نے مجھے قید کیا تھا اب اس دفعہ حفاظت کے لئے میرے آگے پیچھے گھوم رہے تھے۔ پولیس کی موجودگی میں پریس کے نمائندوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ ۱۹۵۷ء میں جب آپ سپین آئے تھے اس وقت میں اور اب کے پولیس کے رویّے میں کیا فرق دیکھا ہے میں نے کہا ایک پہلو سے تو کوئی فرق نہیں دیکھا اس وقت بھی میں نے قید ہو کر غرناطہ دیکھا تھا اب بھی قید ہو کر غرناطہ دیکھ رہا ہوں۔ لیکن اس وقت مجھ سے لوگوں کی حفاظت کی جارہی تھی۔ اب لوگوں سے میری حفاظت کی جارہی ہے۔ میں نے تو یہ فرق دیکھا ہے اس کو بھی انہوں نے پسند کیا اور اخبار نے اچھالا کہ سپین میں کیا تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ پہلے ایک بے چارے مسافر سے غلط فہمی میں لوگوں کی حفاظت ہو رہی تھی کہ کہیں لوگوں کو مار نہ بیٹھے اور اب اسی مسافر کی حفاظت لوگوں سے کی جارہی ہے کہ لوگوں سے اس کو کوئی شر نہ پہنچے اور وہ اس بات کو ایسی محبت سے کر رہے تھے جو عام طور پر پولیس میں دیکھنے میں نہیں آتی۔ یعنی فرض شناس پولیس افسر بڑی اچھی طرح عوام کی خدمت کرتا ہے لیکن جب تک محبت کا پہلو نہ ہو وہ باتیں ہرگز رونما نہیں ہو سکتیں جو ہم نے وہاں دیکھیں۔ مثلاً رات کو جب ہم پریس انٹرویو سے فارغ ہوتے تو پولیس کے جو دوست حفاظت پر متعین تھے وہ اس رات ڈیڑھ بجے تک ہمارے دروازے کے سامنے کھڑے تھے اور اس کا مجھے اس طرح پتہ لگا کہ میں ایک منٹ کے لئے باہر آیا کیونکہ ہم نے صبح کی نماز کا وقت مقرر کرنا تھا۔ خیر جب میں باہر آیا تو دیکھا کہ وہ دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے کہا آپ آرام فرمائیں بہت تھک گئے ہوں گے تو انہوں نے کہا کہ میں اس شرط پر آرام کروں گا کہ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ صبح جب تک میں نہ آجاؤں آپ ہوٹل سے باہر نہیں نکلیں گے۔ ہوٹل میں تو ہم نے نماز وغیرہ پڑھنے کے لئے باہر نکلنا ہی تھا۔ پھر ان کا یہ حال تھا کہ دروازہ کھولنے کے لئے بعض دفعہ دوڑتے تھے۔ جس طرح ڈرائیور آگے بڑھ کر دروازہ کھولتے ہیں اس طرح آگے پیچھے انہوں نے خود بھی اور اُن کے دستے نے بھی ہماری حفاظت کی۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت حاصل تھی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ مگر انہوں نے اپنی طرف سے اس طرح خدمت کا حق ادا کیا کہ میں سمجھا کہ کوئی جونیئر آفیسر ہے۔ جب میں نے اس کے متعلق اپنے مبلغ سے کہا کہ ذرا پتہ کرو یہ کون ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ غرناطہ کے چیف آف پولیس ہیں یا اس علاقے کے چیف ہیں جس میں ہم رہائش پذیر تھے۔ مجھے صحیح پتہ نہیں انکا سسٹم کیا ہے مگر وہ تھے وہاں کے چیف۔ میں حیران رہ گیا۔ میرے دل میں ان کی بڑی عزت پیدا ہوئی۔ مگر یہ کیوں ہو رہا تھا میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے حضور جماعت کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل جب برسنے کے لئے تیار ہو تو بہانے ڈھونڈا کرتا ہے۔

جب ہم غرناطہ سے چلنے لگے تو جس وقت ہم نے چلنا تھا اس سے دیر ہو گئی مثلاً نو بجے روانہ ہونا تھا تو دس ساڑھے دس بجے کا وقت ہو گیا۔ میں نے دوستوں سے کہا پتہ تو کریں کہ پولیس ہمیں کیوں نہیں جانے دیتی تو انہوں نے بتایا کہ پولیس کہتی ہے کہ وہ رستہ جس سے آپ نے شہر سے گزرنا ہے وہ SAFE یعنی محفوظ نہیں ہے اب آپ کی اتنی شہرت ہو چکی ہے اخباروں میں آچکا ہے کوئی بھی شرارت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اس لئے سارے رستے کو جب تک ہم خالی نہ کروالیں اس وقت تک آپ کو نہیں لے کر جانا۔ چنانچہ انہوں نے پہلے رستہ خالی کروایا اور پھر ہمیں یہ کہا کہ اب آجائیں اب رستہ قدرے محفوظ ہے۔ اب سوائے اس کے کہ دل میں ایک غیر معمولی محبت اور احترام پیدا ہو چکا ہو اس کے بغیر تو آدمی ایسی حرکتیں نہیں کر سکتا۔ اور یہ ایک نہیں دو نہیں ایسے سینکڑوں مناظر ہیں جو میری آنکھوں نے بھی دیکھے اور میرے دل نے بھی محسوس کئے۔ ہر جانے والے نے دیکھے اور محسوس کئے۔

یہ صرف سپین کی ایک مختصر داستان ہے اس کی تفصیلی باتیں جو وہاں کے اخبارات میں شائع ہوئیں۔ پریس والوں سے جو گفت و شنید ہوئی۔ عیسائیوں سے وہاں جو تبادلہ خیالات ہوا۔ اسلام کی طرف سے ہم نے کیا کہا۔ انہوں نے عیسائیت کی طرف سے کس طرح ہم پر حملے کرنے کی کوشش کی۔ یہ بڑی دلچسپ اور لمبی داستان ہے۔ مگر ایسی مجالس میں تو یہ داستانیں نہیں چھیڑی جا سکتیں۔ دوستوں کا وقت بھی بہت قیمتی ہے۔ بڑے حوصلے سے انہوں نے میری لمبی باتوں کے سننے کو برداشت کیا ہے۔ اس لئے اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ غالباً چند منٹ سوالات کے لئے وقف ہو گا۔ اس دوران اگر کوئی دوست سپین سے متعلق یا یورپ کے دیگر ممالک کے دورے سے متعلق کسی قسم کی کوئی بات پوچھنا چاہیں تو ان کو اجازت ہو گی۔"

پھر فرمایا:۔

بارش کے پہلے قطرے کے ٹپکنے کی دیر ہوتی ہے

بارش کی بات ہوئی تھی ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ بارش کا پہلا قطرہ ذرا مشکل سے آتا ہے جب ایک دفعہ پہلا قطرہ برس پڑے تو پھر بارش سنبھالنی مشکل ہو جایا کرتی ہے۔ یہی میرا تجربہ ہے۔ بیرونی ممالک کے دورے میں سوالات کی محفلوں میں پریس تو خیر سوالات کرنے کا عادی ہوتا ہے انٹیلی جنشیا سے ہماری جو باتیں ہوا کرتی تھیں ان میں پہلا سوال بڑی مشکل سے آتا تھا اور آخری سوال بڑی مشکل سے جاتا تھا۔ چنانچہ اس آخری سوال کے سلسلہ میں میں آپ کو ایک دلچسپ بات سُنا دیتا ہوں۔

ہیمبرگ میں جو انٹیلی جنشیا آیا ہوا تھا اس میں مختلف ممالک کے لوگ بھی تھے مثلاً غانا کے بھی تھے تو ایک غانین نے جو سوال کرنے شروع کئے تو مجلس لمبی ہو گئی اور اس کے سوال ختم ہونے میں ہی نہ آئیں۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ بھئی اب آپ کوئی آخری سوال بھی کریں کیونکہ بعض دوسرے دوست بے چارے بے چین ہیں وہ چاہتے ہیں ہم بھی سوال کریں۔ انہوں نے کہا اچھا میرا آخری سوال یہ ہے اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اب میرا آخری سوال یہ ہے پھر انہوں نے کہا اب میرا آخری سوال یہ ہے پھر انہوں نے کہا اب میرا آخری سوال یہ ہے تو میں نے آخر پر مذاقاً ان سے کہا آپ کا نواں آخری سوال یہ تھا تو انہوں نے کہا بہت اچھا یہ میرا واقعی دسواں آخری سوال ہو گا۔ تو میں نے کہا بہت اچھا اب آپ اپنا آخری دسواں سوال کریں تو اس کے بعد انہوں نے کہا اس سوال کا ایک دوسرا حصہ باقی ہے اب میں وہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پس جیسا کہ میں نے بتایا ہے سوال جب ایک دفعہ آنے شروع ہو جاتے ہیں تو ان کا جانا مشکل ہو جاتا ہے"

اس موقع پر ایک دوست کی طرف سے یہ سوال کیا گیا کہ تبلیغ کے نتیجہ میں سپین میں کتنے احباب مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

معیارِ اخلاص اصل چیز ہے

بہت اچھا! میں بتاتا ہوں کسی بیرونی ملک میں بالکل اسی نوعیت کا سوال جب میرے پیش رو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے کیا گیا۔ تو اس کا آپ نے جو جواب دیا تھا میں اس کو دہراتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے مسیح جب اور جس رنگ میں بھی دنیا سے رخصت ہونے لگے تھے تو اس وقت ان کی ساری عمر کی جو کمائی تھی ہمارے پاس اس سے دو زیادہ ہیں۔ پس امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت تک سپین میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سو سے کچھ زیادہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں اُن کے اخلاص کا معیار کیا ہے وہ خدا کے فضل سے بہت اچھا ہے میں اس کا ایک نمونہ بتاتا ہوں۔

وہ تیس نو مسلم احمدی دوست جو ۱۹۵۷ء میں اکٹھے ہوئے تھے جن کا میں نے ابھی ذکر کیا تھا ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو اپنی اتواریں مسلسل اسلام کے لئے وقف کر رہے تھے جب کہ سارا سپین اتوار کو عیش و عشرت اور شراب خوری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ ہر اتوار کو مسجد میں آتے اور عطر سازی میں ہمارے مبلغ کی مدد کرتے تھے۔ پھر اپنے حصہ کا عطر اپنے ساتھ لے جاتے تھے اس کو بیچتے تھے اور جو کچھ اس سے حاصل ہوتا تھا اس سے اسلامی لٹریچر تیار کر کے شائع کرتے تھے اور یہ وہی لٹریچر ہے جو آج تک وہاں تقسیم ہوتا رہا ہے۔

پھر جب میں سپین سے واپس ہوا اور ہمارا جہاز وہاں سے روانہ ہونے لگا تو اس وقت ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ اب تو کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ کیونکہ آپ جماعت کے امام ہیں اس لئے انہوں نے محبت کا اظہار کرنا ہی کرنا تھا۔ لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس وقت تو میں ایک غیر معروف اور معمولی طالب علم تھا اور سپین والوں سے تو ویسے بھی میرا کوئی رابطہ ہی نہیں تھا۔ وہاں ائرپورٹ پر جو دوست مجھے الوداع کہنے کے لئے آئے ان میں ایک ایسا نوجوان بھی تھا کہ جب دعا ختم ہوئی تو باقی سب نے آمین پر ہاتھ چھوڑ دیئے لیکن اس کے نہ آنسو تھمے اور نہ ہاتھ گرے۔ میں جہاز میں سوار ہو کر رخصت ہو گیا۔ پاکستان پہنچ کر مجھے سپین کے مبلغ کا خط ملا کہ جب تک تمہارا جہاز نظر سے غائب نہیں ہو گیا اس نوجوان کے نہ آنسو تھمے ہیں نہ ہاتھ گرے ہیں وہ دعا کرتا رہا۔ میرے دل سے بے اختیار درود نکلا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو پورے خلوص کے ساتھ پہنچایا جائے تو اس میں عظیم الشان طاقتیں آج بھی موجود ہیں۔ چودہ سو سال گذر گئے لیکن ان طاقتوں میں کوئی کمی نہیں آئی۔ کیسی پاک تبدیلی ہے کیسی حیرت انگیز تبدیلی ہے کہ کل تک جو لوگ اسلام کے دشمن تھے وہ آج مسلمان ہوتے ہیں تو ایک دوسرے ملک سے آنے والے سے ایسی محبت کرنے لگ جاتے ہیں جس طرح بھائی بھائی سے بھی کم کرتا ہو گا۔

پس ہمیں کوالٹی میں دلچسپی ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے جو کچھ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ یہی ہے کہ وہ اسلام کے معیار کے مطابق بہترین لوگ ہوں ایسے لوگ مرا نہیں کرتے۔ یہ ہے اصل فلسفہ کہ کوالٹی کبھی نہیں مرتی تعداد مرجایا کرتی ہے یہ ٹھیک ہے کہ اب تک ہماری کوششوں کے نتیجہ میں جو کچھ ہمیں حاصل ہوا ہے وہ بہت تھوڑا ہے یہ اتنا ہی ہو سکتا تھا بلکہ کوششوں سے زیادہ اللہ تعالےٰ نے پھل دیا۔ ہم تو خدا تعالےٰ کے شکر گذار ہیں لیکن اب جو حالات ظاہر ہو رہے ہیں مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ قبولِ اسلام کی رفتار بھی بڑھ جائے گی۔"

ایک اور سوال یہ تھا کہ پچھلے دنوں جنوبی افریقہ کی عدالت میں احمدیوں کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے ایک کیس دائر کیا گیا مسلمانوں کے وکلاء نے یہ کیس جیت لیا آپ کی طرف سے بھی اس میں دلائل پیش کئے گئے نتیجۃً مسلمان کامیاب ہوئے اسی طرح یہاں بھی ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کے خلاف تحریک چلی تھی تو علماء اور وکلاء نے دلائل پیش کئے اسمبلی میں بحث ہوئی نتیجۃً احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تو کیا آپ کے اتنے ہی WEAK POINTS ہیں کہ آپ وہاں بھی اپنے کیس کو PLEAD (پلیڈ) نہیں کر سکے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

مخالفت کی کوئی کوشش ہمیں تبلیغ اسلام سے روک نہیں سکتی

میں آپ کو اس کا جواب دیتا ہوں لیکن یہ تو آپ نے ایک ایسا سوال چھیڑا ہے کہ بہتر تھا کہ اس مجلس میں نہ ہی چھیڑا جاتا مگر میں کوشش کروں گا کہ اس سوال کے مضرات سے بچ کر جواب دوں۔ بات یہ ہے کہ جو آپ نے جنوبی افریقہ میں کیا وہ تھا کیا؟ یہی کہ ان کی لاشوں کو اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دینا وہاں تو صرف یہ حاصل کیا گیا یہاں حال ہی میں آپ اس سے بہت بڑھ کر حاصل کر چکے ہیں یہ کیوں بھول گئے ہیں۔ یہاں تو ایک ایسے احمدی کی نعش اکھاڑ کر پھینکی گئی جو بیس دن سے دفن تھا اور گاؤں والوں نے دفن ہونے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا بعد کی اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں یہ سب کچھ ہوا جس کو آپ کے اخباروں نے اسلام کی ایک عظیم الشان خدمت کے طور پر پیش کیا ہے پس جنوبی افریقہ کی باتیں جو اس سے بہت کمزور ہیں۔ ان کے کرنے کی کیا ضرورت ہے یہاں اپنے وطن کی باتیں موجود ہیں۔ اتنی شاندار فتوحات ہو رہی ہیں آپ ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ فتوحات کے تصور الگ الگ ہیں قرآن کریم فرماتا ہے

كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت: ۸۵)

ہم خدا کی خاطر ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کے ترجمے شائع کر رہے ہیں۔ مسجدیں بنا رہے ہیں مسجدیں آباد کر رہے ہیں لوگوں کے دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہے اسلام کی خدمت ہمارے وطن میں اگر ہماری قبریں اکھیڑ کر نعشیں باہر پھینکی جائیں گی تو ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ اسلام کی خدمت سے ہم باز نہیں رہ سکتے ہمارے لئے وہی رہنما بات ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک معترض کے سامنے کہی تھی۔ آپ نے جب یہ فیصلہ کیا کہ حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں شام کی سرحد پر لڑنے کے لئے جو لشکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے قبل تیار فرمایا تھا وہ روانہ ہو گا۔ تو بڑے بڑے کبار صحابہؓ گھبرا گئے ان میں سے ایک نے عرض کیا کہ اے خلیفۃ الرسول! یہاں تو حالات اتنے خطرناک ہیں بہت سے عرب قبائل نے بغاوت کر دی ہے۔ اس نازک صورت حالات میں آپ اس لشکر کے بھجوانے کا حکم جاری کر رہے ہیں جو شام کی سرحد پر جائے گا۔ اور اس کو اس بات کی خبر بھی نہیں ہو گی کہ یہاں پیچھے مسلمانوں پر کیا گذر رہی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بڑا ہی گہرا اور پر حکمت جواب دیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو! محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال سے پہلے آخری حکم یہ تھا کہ یہ قافلہ روانہ ہو ابن ابی قحافہ کی مجال کیا ہے کہ اپنے پہلے حکم میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری حکم کو بدل دے۔ خدا کی قسم مدینہ کی گلیوں میں اگر عورتوں اور بچوں کی لاشوں کو درندے گھسیٹتے پھریں۔ تب بھی یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا اور لازماً جائے گا۔

پس لوگ ہماری قبریں اکھاڑیں جو مرضی کریں۔ ہمارے قافلے تو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ضرور جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ قبریں اور یہ مرضی جسم کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کس مقصد کے لئے قبریں اکھاڑی جاتی ہیں اور ہم کس مقصد کے لئے قربانیاں کر رہے ہیں۔ یہ وہ اصل بات ہے جو اپنے اندر ایک حقیقت رکھتی ہے اور غور کے لائق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک صحابی[1] جب شہید کئے جانے لگے تو تلوار چلنے سے پہلے انہوں نے یہ شعر پڑھے جو ہمیشہ کے لئے ہمارے لئے مشعلِ راہ اور زندگی کا پیغام ہیں۔ انہوں نے شہادت سے پہلے یہ شعر پڑھے ؎

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاْ
یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

کہ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ جب میں خدا کی خاطر مارا جا رہا ہوں اور خدا کے نام پر مارا جا رہا ہوں تو جب میرا سر کٹے گا تو میں کس کروٹ پر گروں گا۔ کسی کروٹ پر بھی میری لاش گرے اور اس سے کیسا ہی سلوک کیا جائے۔ خدا کی قسم وہ ذات جس کی خاطر میں قربانی دے رہا ہوں۔ اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ذرہ ذرہ پر رحمتوں کی بارش برسا دے اور میرے کٹے پھٹے جسم کے ٹکڑوں کو برکتوں سے بھر دے۔

دلائل کے اس معرکے کو منظر عام پر لائیں

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ۱۹۷۴ء میں آپ کی پیشکش کے باوجود آپ کو موقعہ دیئے جانے کے باوجود آپ کو غیر مسلم کیوں قرار دیا گیا تو یہ ایک بنیادی سوال ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ میں اہل علم اور اہل عقل کو اس پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں کہ کیا دنیا میں کسی مذہب کی تقدیر کا فیصلہ اکثریت اور اقلیت کے ذریعہ پہلے کبھی ہوا ہے؟ قرآن کریم کی تاریخ کو لے لیجئے جو سب سے زیادہ یقینی اور قطعی تاریخ ہے۔ اس تاریخ سے کوئی ایک واقعہ نکال کر دکھلا دیجئے کہ اکثریت کے فیصلے کو قرآن کریم نے تسلیم کر لیا ہو۔ ہر موقع پر قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ اکثریت نے اقلیت کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ مثلاً حضرت نوحؑ کی اقلیت تھی۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ان کی قوم ایک متمدن قوم تھی۔ جس زمانہ میں حضرت نوحؑ مبعوث ہوئے ہیں۔ تمدن کی ایک اونچی لہر آئی ہوئی تھی۔ CIVILIZATION (سویلائزیشن) کا ایک خاص زمانہ تھا۔ تب حضرت نوحؑ ان کی اصلاح کے لئے آئے تو تمام قوم ایک طرف تھی اور فتوے دے رہی تھی کہ (نعوذ باللہ) حضرت نوحؑ مرتد ہیں اپنے دین سے پھر گئے ہیں اور بے دین ہو گئے ہیں اس وقت کونسی اقلیت تھی جو آپ کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی وہی جو ایک کشتی میں سما گئے تھے۔ ہم تو ایک کشتی میں نہیں آسکتے۔ سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی کشتی ہو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ حضرت نوحؑ کے مقابلہ پر آنے والی اکثریت مٹا دی گئی اور آپؑ کی پیروی کرنے والی اقلیت زندہ رہی۔

---

[1] حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں تک کہ آج دنیا اسی اقلیت کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتی ہے۔ آج ایک شخص بھی خواہ اس کا کسی مذہب سے تعلق ہو اپنے آپ کو اُس اکثریت کی طرف منسوب نہیں کرتا جس نے حضرت نوحؑ کا انکار کیا تھا۔

پس چاہیئے کہ لوگ تاریخ سے سبق لیں اور اُولوالالباب بنیں۔ قرآن کریم بار بار عقل اور رشد کی طرف بلاتا ہے۔ جو تاریخ انبیاء ہے وہ تو قرآن نے پیش کی ہے اور جو تاریخ مذاہب ہے وہ بھی قرآن نے پیش کی ہے اس مستند تاریخ کا مطالعہ کرکے دیکھیں کہ یہ کیا واقعہ ہوتا رہا اور کیوں ہوتا رہا؟

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ جائز ہوا یا ناجائز ہوا یہ تو بحث ہی بعد میں اٹھتی ہے جب پہلے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کسی INSTITUTION (انسٹی ٹیوشن) کو خدا نے یہ حق عطا فرمایا ہے کہ محض عددی اکثریت کی وجہ سے وہ ایک مذہبی فیصلہ صادر کر دے۔ اگر الٰہی صحیفے یہ حق عطا کر دیں تو پھر یہ بحث چلتی ہے لیکن تنزل کے طور پر میں ایک قدم پیچھے جاتا ہوں اور سوال کرنے والے دوست سے ہی یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری ساری کوشش تو رائیگاں گئی ہیں ہم تو بار بار مطالبے کر چکے۔ مختلف ممالک سے اس بارہ میں احتجاج ہو چکے کہ خدا کے لئے اس کارروائی کو شائع کرو۔ وہ کارروائی اگر واقعۃً جماعت کے لئے اتنی DAMAGING تھی اگر ہمارے جواب اتنے بودے اور بے معنی تھے تو اس کی تشہیر کرو تاکہ رہی سہی احمدیت بھی مٹ جائے۔ وہ احمدیت جو جبر اور تشدد سے نہیں مٹ سکی تھی وہ لازماً دلائل سے مٹ جائے گی۔ کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے:

قد یحیٰی من حیّ عن بینۃ (الانفال آیت ۴۲)

جو دلیل کی بناء پر زندہ ہے وہ زندہ رہتا ہے اور جو دلیل کی بناء پر مرجائے اس کو کوئی بچا نہیں سکتا۔ وہ لازماً مرجایا کرتا ہے۔ پس ان دلائل کو جو آپ کے وکلاء اور علماء نے پیش کئے ہیں ان کو شائع کریں۔ وہ کہاں ہیں؟ کیوں بند پڑے ہیں؟ دلائل کے انبار کو باہر نکالیں اور ساری دنیا میں اس کی تشہیر کریں آخر اگر آپ نے اتنا بڑا معرکہ مارا ہے تو اس کی رپورٹ کو شائع کیوں نہیں کرتے؟۔

تبرکات از انفاخ قدسیہ

ترقیات کی دو راہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں ایک سلوک دوسرا جذب سلوک وہ ہے جو لوگ بعقلمندی سے سوچ کر اللہ اور رسول کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران ۳۲) یعنی اگر تم اللہ کے پیارے بننا چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو۔ وہ ہادیٔ کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اٹھائیں کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی"۔

"اہل جذب کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلوک کے درجہ پر ہی نہیں رکھتا بلکہ خود ان کو مصائب میں ڈالتا اور جاذبۂ ازلی سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کل انبیاء مجذوب ہی تھے جس وقت انسانی روح کو مصائب کا مقابلہ ہوتا ہے۔ ان سے فرسودہ کار اور تجربہ کار ہو کر روح چمک اٹھتی ہے۔ جیسے کہ لوہا یا شیشہ اگرچہ کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے لیکن صیقلوں کے بعد ہی مجلی ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس میں منہ دیکھنے والے کا منہ نظر آجاتا ہے۔ مجاہدات بھی صیقل کا ہی کام کرتے ہیں"۔

(انفاخ قدسیہ صفحہ ۳)

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

کرتے ہیں کہ اس نے سب کو چھوڑ کر انہی پر نظر عنایت کی اور انہی کو اس لائق سمجھا کہ اُس کے لئے اور اُسی کی راہ میں ستائے جائیں۔ سو خدا تعالیٰ ان پر مصیبت نازل کرتا ہے تا ان کا صبر، ان کا صدق قدم، ان کی مردی، ان کی استقامت ان کی وفاداری، ان کی فتوت شعاری لوگوں پر ظاہر کرکے الاستقامت فوق الکرامت کا مصداق ان کو ٹھہراوے کیونکہ کامل صبر بجز کامل مصیبتوں کے ظاہر نہیں ہو سکتا اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور ثابت قدمی بجز اعلیٰ درجہ کے زلزلہ کے معلوم نہیں ہو سکتی اور یہ مصائب حقیقت میں انبیاء اور اولیاء کے لئے روحانی نعمتیں ہیں جن سے دنیا میں ان کے اخلاق فاضلہ جن میں وہ بے مثل و مانند ہیں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں ان کے درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اگر خدا ان پر یہ مصیبتیں نازل نہ کرتا تو یہ نعمتیں بھی ان کو حاصل نہ ہوتیں اور نہ عوام پر ان کے شمائل حسنہ کما حقہ کھلتے۔ بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح اور انکے مساوی ٹھہرتے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ نمبر ۱۱ طبع اول صفحات ۲۵۰ تا ۲۵۳)

ان مصائب و شدائد میں انبیاء کرام اور دیگر اہل اللہ کے ساتھ ان کے متبعین بھی شامل ہوتے ہیں اور ان کی تعلیم اور نمونہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وہ بھی مصائب و شدائد کے وارد ہونے پر صبر و رضا، صدق قدم، استقامت، وفاداری اور فتوت شعاری کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے ہیں اور اعلیٰ قدر مراتب اعلیٰ انعاموں کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ احمدی ہونے کی حیثیت میں یہ ہماری بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص کے طور پر ہمیں مصائب و شدائد میں صبر و رضا، ثبات قدم، استقامت اور وفاداری اور فتوت شعاری کے اوصاف ظاہر کرنے کے لئے منتخب فرمایا ہے اور اس طرح ہمیں اپنے خاص الخاص تفضلات و انعامات کا مورد بننے کا موقع عطا فرمایا ہے وہ ہمیں اول دن سے ہی ان تفضلات و انعامات کا مورد بناتا چلا آرہا ہے اور اس حقیقت کو آشکار کرتا چلا آرہا ہے کہ وہ اپنے ان بندوں کے ساتھ ہے اور پھر اپنی اس معیت اور تائید و نصرت کے ثبوت کے طور پر وہ عجائب کام دکھلاتا چلا آرہا ہے۔ وہ اب بھی عجائب کام دکھلائے گا اور ضرور دکھلائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیتے چلے جائیں کہ ہم اس کے ہیں اگر ہم ایسا کریں گے تو وہ بھی اپنی فعلی شہادت سے آشکار کرتا چلا جائے گا کہ وہ ہمارا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اس حقیقت کو آشکار کرتا چلا آرہا ہے کیونکہ وہ لا یخلف المیعاد ہے۔

گمشدہ ڈائری

مورخہ ۱۵/۳/۸۴ کو خاکسار کی ڈائری ۱۹۸۱ء گم ہو گئی ہے۔ جس میں اہم ترین چیزیں درج ہیں اور کچھ ضروری کاغذات بھی اس میں ہیں۔ ڈائری ریلوے روڈ پر ہی گری ہے اگر کسی بھائی کو ملے مہربانی فرما کر درج ذیل پتہ پر پہنچا دیں۔

(لعل شاہ میٹر ریڈر M/R واپڈا ربوہ)

درخواست دُعا

- میرے بھائی شیخ کلیم الرحمٰن وحید دسویں کا امتحان دے رہے ہیں اور خاکسار نویں جماعت کا امتحان دے رہا ہے۔ نیز میری عم زاد بہن محترمہ امۃ الرحیم صاحبہ بھی لاہور سے میٹرک کا امتحان دے رہی ہیں۔

تمام بزرگان سے ہم سب کی کامیابی اور دوسرے تمام طلباء کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنا فضل شامل حال رکھے۔

(محفوظ الرحمٰن ابن شیخ عبدالوہاب اسلام آباد)

- میرے والد قریشی عبدالقادر صاحب آجکل مختلف بیماریوں میں مبتلا ہیں۔

افراد خاندان حضرت مسیح موعود و احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا بابرکت سایہ ہمارے سروں پر سلامت تا قیامت رکھے۔ آمین۔

(عبدالباسط قیصر
ڈیسنٹ کلاتھ ہاؤس صدر بازار
اوکاڑہ)

ربوہ کے تمام اطفال ۲۳ تا ۳۱ مارچ ۱۹۸۴ء مکھی مار مہم میں بھرپور حصہ لیں (ناظم اطفال مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتہائے احمدیہ پاکستان میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

۲۰ فروری کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں عظیم الشان عظمت سمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس دن (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ایک عظیم الشان وجود کے پیدا ہونے کے بارے میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ جس کو "پیشگوئی مصلح موعودؓ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس پیشگوئی اور نشان آسمانی کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہر سال جماعتی طور پر یوم مصلح موعود شایان شان طریق پر منایا جاتا ہے اور جماعتہائے احمدیہ اس موقعہ پر اجلاسات منعقد کرتی ہیں امسال بھی یوم مصلح موعود کے موقعہ پر جماعتوں نے اجلاسات منعقد کئے جن میں فاضل مقررین نے پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت شان و شوکت، غرض و غایت اور پس منظر پر روشنی ڈالی اور حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم کارہائے نمایاں اور آپ کی جاری کردہ تحریکات کا ذکر کیا۔

جن جماعتوں کی طرف سے ان اجلاسات کی رپورٹس نظارت اصلاح وارشاد کو موصول ہوئی ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور۔ چونڈہ، رحیم یار خاں، بھاہڑہ کوٹلی، منڈی بہاؤالدین۔ چنیوٹ چک ۵۶ R-۴ ضلع بہاول نگر، بہاول نگر شہر گولارچی ضلع بدین، باندھی ضلع نواب شاہ جھنگ صدر، علی پور ضلع مظفر گڑھ، روشن آباد ضلع سانگھڑ، چک ۵۲ شمالی ضلع سرگودھا، چک ۶۱ ج ب دھرو ڑ، چک ۲۰۹ R.B اکال گڑھ، میانوالی شہر، گوجر خاں شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین چک ۹۱۰۹ R-۱۰ محمود آباد ضلع ملتان بھون ضلع جہلم۔ مظفر آباد آزاد کشمیر، مورو سندھ، قمر آباد سندھ، واہ کینٹ، جہلم چکوال، چک ۳۰ ۱۱-۱۱۔ مکیانہ ضلع گجرات چک ۳۱۲ ج ب۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ۱۱۱ چھور ضلع شیخوپورہ، گوٹھ مولوی عبدالسلام عمر سندھ، قصور شہر، جتوئی ضلع مظفر گڑھ۔ ٹنڈو غلام علی ضلع بدین، بھاہڑہ ضلع سرگودھا۔ کھنڈو ضلع لاڑکانہ گورگیج ضلع لاڑکانہ، کوئٹہ، سکرنڈ ضلع نواب شاہ، خانپور ضلع جہلم، دنیاپور گوجرانوالہ چھاؤنی، آرام باغ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر، میرپور آزاد کشمیر، چک ۱۰۱ ۱۵-L خانیوال، گجرات شہر، بستی جمال والا کھاکھی ضلع ملتان، ڈیرہ غازی خان شہر۔ چک نمبر ۲۲۶ T.D.A ضلع لیہ، محمودہ ضلع راولپنڈی، چرنا ڑی آزاد کشمیر۔ لجنہ اماء اللہ ملتان۔ مجالس خدام الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد راولپنڈی صدر، کوہاٹ۔ مردیکے ضلع شیخوپورہ۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے مورخہ ۷ فروری ۱۹۸۴ء بروز منگل خاکسار کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ازراہ شفقت بچے کا نام "ایاز محمود" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود چوہدری عنایت اللہ ورڈ ایچ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز سعداللہ پور ضلع گجرات کا پوتا اور پروفیسر (ریٹائرڈ) چوہدری محمد دین انور آف سرگودھا کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بچے اور دو دوسرے بچوں کو نیک صالح اور سچا خادم دین بنائے اور صحت و عافیت کے ساتھ ان کو بابرکت لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

(سیف اللہ ورڈ ایچ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۸)

دنیا بھر میں مشہور زمانہ
جی۔ ایف۔ سی پنکھے بنانے والوں کی فخریہ پیشکش
خوبصورت
گارنٹی شدہ
جی۔ ایف۔ سی روم کولر
ربوہ میں واحد ڈیلر: پاک آئرن سٹور گولبازار ربوہ

لوگ کثرت سے اس ثواب میں شامل ہوں!

"بیوت الحمد" کی تحریک کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"اگر زیادہ کثرت کے ساتھ دوست شامل ہونا چاہتے ہوں تو ضرور شامل ہوں کیونکہ یہ بہت ہی مبارک تحریک ہے جو لوگ بھی ان مکانوں میں رہیں گے خدمت کرنے والوں کو ہمیشہ ان کی دعائیں پہنچتی رہیں گی۔ اس لئے اس تحریک میں کم سے کم روپیہ کے لئے میں کوئی حد مقرر نہیں کرتا۔ اگر کوئی دوست چار آنے دے کر بھی اس میں شامل ہونا چاہے تو سیکرٹریان مال اس کے چار آنے بھی قبول کر لیں۔ جو بھی کوئی دے سکتا ہے وہ قبول کر لیا جائے۔ تاکہ لوگ کثرت سے اس ثواب میں شامل ہوں۔"

(سیکرٹری بیوت الحمد سوسائٹی ربوہ)

تقریب شادی و رخصتانہ:

میری بیٹی عزیزہ ماجدہ فہمیدہ ناز صاحبہ کا نکاح ہمراہ عزیز چوہدری ناصر احمد جاوید ابن چوہدری محمد عظیم صاحب آف گوجرانوالہ کے ساتھ مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر مورخہ ۹/۲/۸۴ گیسٹ ہاؤس صدر انجمن احمدیہ میں مولانا سلطان محمود انور صاحب نے پڑھایا اور مورخہ ۲/۳/۸۴ بروز جمعہ رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ اس موقع پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے افراد (مرد و خواتین) نے غریب خانہ پر تشریف لا کر عزیزہ کو اپنی پرخلوص دعاؤں سے رخصت فرمایا۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (حاجی نذیر احمد نذیر کلاتھ ہاؤس ربوہ)

لجنہ مقامی ربوہ کا جلسہ یوم مسیح موعودؑ

لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۴ مارچ بروز ہفتہ جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کر رہی ہے۔ مستورات ربوہ سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ جلسہ میں شامل ہو کر کارروائی جلسہ سنیں۔

(ناصرہ بیگم صدر لجنہ ربوہ)

تصحیح

الفضل کے ۲۲ فروری ۱۹۸۴ء کے شمارے میں حضور ایدہ اللہ کے سفر کراچی ۱۹۸۳ء کی روداد کی جو آخری قسط شائع ہوئی ہے اس میں اظہار تشکر میں مکرم ملک مبارک احمد صاحب آف ناظم آباد کراچی کا نام غلطی سے ملک مبارک احمد خان شائع ہو گیا ہے۔ احباب اس کے مطابق تصحیح فرمالیں۔

صیغہ زود نویسی اس فرد گذاشت پر معذرت خواہ ہے۔

(انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ)

اَلنَّاسُ کَاَسْنَانِ الْمُشْطِ تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی مانند ہیں
(حدیث النبیؐ)

ضرورت

کیور ریٹو کلینک میں دو اسسٹنٹ ڈسپنسرز کی ضرورت ہے۔

- تعلیم کم از کم میٹرک فرسٹ ڈویژن
- معقول تنخواہ۔
- تیز رفتار ترقی۔
- ربوہ کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔

اپنے صدر محلہ کی تصدیق کے ساتھ خود ملیں۔

مینیجر کیور ریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو کمپنی رجسٹرڈ) ربوہ۔ فون 606/607